پھر محمود غزنوی کا ہند پر حملہ۔ اس کے اسباب۔ سومنات کی نسبت غلط روایات کی تردید۔ غزنوی کے کیرکٹر کی بعض عجیب خوبیاں۔ اس کے بعد شہاب الدین غوری۔ قطب الدین ایبک خاندان غلامان کے دوسرے بادشاہ۔ خلجی اور تغلق خاندان پھر لودھی افغان اور مغل خاندان کے مشہور بادشاہوں کا ذکر۔ ان کے علمی ادبی سوشل اور اصلاحی و سیاسی کارنامے ان سب کا تذکرہ دلچسپ اور دلنشین پیرایہ میں کیا گیا ہے جس کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان بادشاہوں نے اس ملک کو اپنا وطن بنا کر یہاں کے لوگوں کے ساتھ بلا تفریق مذہب و ملت یکساں معاملہ کیا اور قدرت نے ان کو جہاں بانی و حکم رانی کا جو بہترین سلیقہ عطا فرمایا تھا اس سے کام لے کر انھوں نے اس ملک کو ہر حیثیت سے کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ ہندوستان سچ مچ "جنت نشان" بن گیا۔ حقائق اور واقعات کے بیان کے ساتھ ساتھ فاضل مصنف ان غلط افسانوں کی پرزور تردید بھی کرتے گئے ہیں جو مسلمان بادشاہوں سے یا بعض اسلامی تعلیمات سے منسوب ہو کر عام طور پر مشہور رہے ہیں مصنف نے جس طرح مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کی بدگمانی دور کرنے کی کوشش کی ہے اس طرح ہندوؤں کے مذہب اور ان کے کلچر سے متعلق مسلمانوں میں جو غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اس کو دور کرنا چاہا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں انھوں نے بتایا ہے کہ ویدوں کی اصل تعلیم کے مطابق ہندو بھی خدا کو ذات اور صفات کے اعتبار سے ایک مانتے ہیں اور بت پرستی مذہب کی اصل تعلیم کی رو سے ممنوع ہے اس کے علاوہ ان کے ہاں بھی عدل و انصاف اور انسانوں اور جانوروں کے ساتھ رحم اور آشتی کرنے کا حکم ہے اور ہندو قوم بڑی ملنسار فطرتاً خدمت گذار۔ مرنج و مرنجان ایثار پیشہ ہے رہا یہ کہ جب یہ بات ہے تو پھر ان میں بت پرستی۔ شخص پرستی۔ یہاں تک کہ گاؤ پرستی کا رواج کیوں کر ہو گیا۔ تو اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ یہ ہندوؤں کا غایت انکسار طبع ہے کہ انھوں نے خدا کی بعض خاص خاص صفات کا مظہر جن انسانوں یا بعض غیر ذی روح و غیر ذوی العقول چیزوں کو پایا وہ خود ان چیزوں کی بھی پوجا کرنے لگے۔ ہمارے خیال میں غیر اللہ کی پرستش کی تاویل و توجیہہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتی جو ڈاکٹر صاحب نے بیان

کی ہے لیکن اس موقع پر ان کو بتانا چاہئے تھا کہ اسلام کا یہی تو طرۂ امتیاز ہے کہ وہ ہر جذبۂ تعریف و تحسین کی عملی تسکین کے لئے ایک حد مقرر کرتا ہے اور اس بنا پر کسی چیز کی بھی خواہ وہ خدا کی کسی صفت کا کتنا ہی بڑا مظہر ہو۔ پوجا کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور عبادت کا حق صرف خدا کے لئے مخصوص رکھتا ہے۔

جیسا کہ جناب ناشر نے اپنے تعارف میں بتایا ہے یہ مضامین ۱۹۲۲ء میں ڈاکٹر صاحب نے جیل میں لکھے تھے اور بعد میں ۱۹۲۳ء میں روزنامۂ خلافت میں کئی مہینوں تک بالاقساط شائع ہوتے رہے تھے آج اٹھائیس برس کے بعد ان کو کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس طرح کے مضامین کی ضرورت جتنی آج ہے اس زمانہ میں بھی نہیں تھی جس میں کہ یہ لکھے گئے تھے اس بنا پر ہندو اور مسلمان دونوں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ غلط اور بے بنیاد افسانوں کی شہرت کی وجہ سے دونوں میں جو منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی ہے وہ دفع ہو سکے اور باہمی اعتماد و محبت اور صلح و آشتی کی پُرکیف فضا پیدا ہو سکے۔

گاندھی جی بادشاہ خان کے دیس میں

از شری پیارے لال مترجمہ ڈاکٹر سید عابد حسین

تقطیع متوسط کتابت و طباعت بہتر۔ ضخامت ۵۲۳ صفحات پتہ:۔ مکتبہ جامعہ دہلی۔

۱۹۳۸ء کے موسم خزاں میں گاندھی جی ایک عرصہ تک صوبۂ سرحد میں ٹھہرے اور خان عبدالغفار خاں کے ساتھ پورے صوبہ کا دورہ کیا اس کتاب میں گاندھی جی کے مشہور پرائیویٹ سکریٹری شری پیارے لال نے اس دورہ کا مفصل حال لکھا ہے اور ساتھ ہی وہ تمام تقریریں درج کی ہیں جو گاندھی جی نے عدم تشدد کے موضوع پر خصوصاً اور دوسرے مباحث پر عموماً پٹھانوں کے سامنے کی تھیں کتاب میں مختلف تقریبات کے مختلف فوٹو بھی ہیں۔ جن سے کتاب کے بعض مضامین کی مزید وضاحت ہوتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ گاندھی جی کا یہ دورہ ان لوگوں میں تھا جو مذہب اور فطری خصائل و عادات کے لحاظ سے گاندھی جی کے ساتھ قریبی مجانست نہیں رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود صوبہ سرحد کے ان اکھڑ پٹھانوں نے ہندوستان کے ایک ضعیف